سلسلۂ اشاعت نمبر
۲۳

خطبات بندیالوی سے ماخوذ ایک تقریر

بدعت کیا ہے؟

محمد عطاء اللہ بندیالوی

شعبہ نشر و اشاعت
نوجوانانِ توحید و سنّت (پنجاب)

صوبائی دفتر:
جامع مسجد سیدنا معاویہؓ فاروقِ اعظمؓ روڈ
سرگودھا۔ فون:- ۷۱۸۳۴۶، ۷۱۲۲۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رئیس المفسرین مولانا حسین علی الوانیؒ نے واں بھچراں کے قریب اپنے ڈیرے پر جنگل میں قرآن کا منگل لگایا تھا، انھوں نے اپنی پوری زندگی توحید و سنت کی اشاعت اور شرک و بدعات کی تردید میں بسر کردی اس مقدس ترین سفر اور خوبصورت منزل کے حصول کے لیے ان پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے اور مشرکین و مبتدعین نے ان کا راستہ روکنے کے لیے ہر حربہ استعمال کیا۔ مگر وہ مردِ درویش آندھیوں میں چراغ جلاتا رہا۔ قرآن و سنت کی روشنی پھیلاتا رہا۔ اور توحید و رسالت کی صدا بھرپور انداز میں لگاتا رہا۔ مولانا حسین علی الوانیؒ نے توحید و سُنّت کی تبلیغ کا یہ جذبہ اپنے تلامذہ کے دل و دماغ میں منتقل کر دیا ــــــ ان کے تلامذہ جہاں گئے قرآن و سُنّت کے وزنی دلائل سے شرک و بدعات کے ایوانوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ ۱۹۵۷ء میں مولانا حسین علی الوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ نے راولپنڈی میں جمعیت اشاعت التوحید والسُّنّت کی بنیاد رکھی ــــــ جماعت کا مشن اس کے نام ہی سے واضح ہورہا ہے ــــ اس جماعت میں اللہ کی توحید کے بیان کے ساتھ ساتھ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و سیرت کی تشہیر و ترویج کے لیے بھی کام کیا ــــــ جہاں ہم نے شرک کی تردید کی وہاں ہم بدعات و رسومات کے خلاف بھی آواز بلند کرتے رہے۔

یہ پمفلٹ جو آپ کے ہاتھ میں ہے ــــــ بدعت کی حقیقت اور مذمت کے عنوان سے ہے ــــــ یقینی بات ہے کہ بدعت کی تردید شرک کی تردید سے مشکل ہے۔ اور بدعت کی حقیقت کو سمجھنا شرک کی حقیقت کے سمجھنے سے دشوار ہے۔ کیونکہ بدعت ہمیشہ نیکی کا روپ اپنا کر آتی ہے۔ بدعت ہوتی مہلک زہر ہے۔ مگر اس پر کیپسول سنہری ہوتا ہے۔ آج کا پریشان کن مسئلہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے شرک و بدعات کے خلاف آواز اٹھانی تھی وہ بھی مصلحتوں کے شکار ہو کر چپ شاہ بن گئے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند کا اولین مقصد توحید و سُنّت کی اشاعت اور شرک و بدعات کے خلاف عملی جد و جہد تھی ــ مگر دیوبند کے مقدس نام پر تجوریاں بھرنے والے مبتدعین کی بولی بولنے لگے ہیں۔ ان حالات میں بحمد اللہ جمعیت اشاعت التوحید والسُّنّت ہی دارالعلوم دیوبند کے مشن اور مقصد کے لیے کوشاں ہے۔ اس لیے یہی جماعت دارالعلوم دیوبند کی حقیقی وارث اور صحیح ترجمان ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ. فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰهِ وَخَیْرَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَکُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَکُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَکُلُّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا. (سورہ مائدہ پ۶)

آج ہم نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔

(۲) مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

جو چیز تم کو رسول دے اس کو لے لو۔ اور جس چیز سے منع کرے اس سے باز آ جاؤ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (بخاری و مسلم)

جس نے ہمارے اس معاملے (دین) میں کوئی نئی چیز گھڑی تو وہ مردود ہوگی۔

(۲) عَلَیْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ۔ (ترمذی ص ۹۲/۲، ابوداؤد ص ۲۸۴ ج ۲)

تم پر لازم ہے کہ میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرو۔

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ النَّبِیُّ الْاَمِیْنُ الْكَرِیْمُ

معزز سامعین و حاضرین! اللہ رب العزت کا ان گنت اور بے شمار مرتبہ شکر ہے کہ اس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا، اور یہ بھی اس کا بے پایاں اور عظیم احسان اور انعام ہے کہ اس نے ہمیں ایمان اور اسلام کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور خداوند قدوس کا سب سے اعلیٰ اور بھاری احسان اور انعام یہ ہے کہ ہمیں افضل الانبیاء، امام المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنا کر كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ کا سہرا ہمارے سروں پر سجایا۔ ۔ ۔ ۔ ۔

دین کی تکمیل خاتم الانبیاء پر ہوئی

جو دینِ اسلام لے کر حضرت آدمؑ آئے تھے، حضرت نوحؑ آئے تھے، حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ آئے تھے، حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ آئے تھے، حضرت داؤد و سلیمان آئے تھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہاں جو دین حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک تمام انبیاء کا متفقہ دین تھا، اس دین کی تکمیل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر ہوئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دین کو مسلسل تئیس ۲۳ برس اپنے وجود مقدس کا لہو بہاکر، طرح طرح کی تکلیفیں سہہ کر، ایذائیں برداشت کر کے، مصائب ومظالم کے پہاڑ اٹھاکر، لوگوں کے طعنے اور گالیاں سن کر مخلوقِ خدا تک پہنچایا۔

پھر ۹ھ میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر جب آپؐ عرفات کے میدان میں ایک لاکھ سے زائد صحابہؓ کے سامنے تاریخی خطبہ ارشاد فرمارہے تھے، کہ لوگو! مجھ سے دین حاصل کرلو! لوگو! میری باتیں غور سے سنو! . . . .
لَعَلِّیْ لَا اَرَاکُمْ بَعْدَ عَامِیْ هٰذَا . . . . ہوسکتا ہے میں آئندہ سال تمہیں نہ دیکھ سکوں۔

(جو لوگ نبی اکرمؐ کو حاضر وناظر سمجھتے ہیں وہ اس ارشاد پر غور فرمائیں، نبی اکرمؐ کتنے واضح اور صاف الفاظ میں فرما رہے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ میں اس دنیا سے رخصت ہوجاؤں اور پھر تم کو نہ دیکھ سکوں نیز معلوم ہوا کہ قبر پر آنے والوں کو بھی نہیں دیکھتے)

اس موقع پر اللہ ربُّ العزّت کی طرف سے اعلان ہوا۔
اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔۔

آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی، اور اسلام کو تمہارے لئے بطورِ دین پسند کیا ہے۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوگیا کہ اسلام دین کامل ہے۔اور اسلام جامع دین ہے۔ دینِ اسلام نے زندگی گزارنے کے جتنے گوشے ممکن ہوسکتے تھے، ان سب کے لئے کچھ اصول، کچھ قوانین، اور کچھ ضابطے بیان کر کے انسان کو دوسرے طور طریقوں سے بے نیاز کر دیا۔

قرآنِ مقدس نازل کر کے اعلان فرمایا۔ . . . . تِبْیَانًا

تِبۡيَانًا لِّكُلِّ شَيۡءٍ کہ قرآن میں اصولِ دین کو کھول کر بیان کیا گیا ہے . . . . .

. . . . . اور نبی اکرمؐ کو مبعوث فرما کے اعلان کیا

لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ .

کہ تمہارے لئے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے .

تمام انبیاء اور امامُ الانبیاءؑ بشر تھے تاکہ اُمت کے لئے نمونہ بن سکیں ،

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے تمام انبیاء کرام بشر اور آدمی تھے ۔ اور وہ اس لئے کہ امت کے لئے نمونہ بن سکیں ، اور اپنے عمل کو امت کے سامنے بطورِ نمونہ پیش کر سکیں . . . . آپ ذرا غور فرمائیں . . .

اگر پیغمبر نوری ہوتا تو نہ کھاتا نہ پیتا ، نہ شادی نہ غمی ، نہ اس کے گھر مَرن نہ پَرن ، نہ وہ بیمار ہوتا نہ زخمی ہوتا ، نہ اس کی بیوی ہوتی نہ بچے ہوتے ، نہ وُہ کسی کا سُسر ہوتا نہ کسی کا داماد بنتا ، نہ تجارت کرتا . . . . . . پھر وُہ انسانوں کے لئے قابلِ تقلید نمونہ کس طرح بن سکتا تھا ۔

وُہ لوگوں سے کہتا بیوی سے اچھا سلوک کرو . . . . لوگ کہتے تیرے گھر بیوی ہے جو نہیں ، تب ہی ایسی باتیں کر رہے ہو ، اگر تیری بیوی ہوتی تو تجھے آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوتا ۔

پیغمبر کہتا تجارت ، امانت و دیانت سے کیا کرو ، اس میں جھوٹ نہ بولو ، کم تولنا نہ ہو ، ملاوٹ نہ ہو . . . . لوگ کہتے ، ہاں بھائی تم ٹھیک کہتے ہو ، تیرا نہ کوئی کھانے والا نہ پہننے والا ، نہ تجھے اولاد کی فکر ، نہ اُن

کی شادیوں کے دھندے . . . . نہیں کیا معلوم کہ تجارت کس طرح کی جاتی ہے۔

اسی حقیقت کے پیشِ نظر اللہ رب العزت نے انسان اور بشر کو نبی اور پیغمبر بنا کر بھیجا، تاکہ وہ شادی بھی کرے، اور ان کے گھر غمی بھی ہو، . . . . مرن بھی ہو اور پَرن بھی ہو . . . . اس کے گھر بیوی بھی ہو اور بچے بھی ہوں . . . . وہ کسی کا داماد بنے اور کسی کا سُسر . . . . وہ تجارت بھی کرے اور عبادت بھی . . . . غرضیکہ انسانی زندگی کے تمام عوارضات اور لوازمات اس کو پیش آئیں، اور اس طرح عملی طور پر وہ اپنے آپ کو امت کے لئے بطورِ نمونہ پیش کرے، اور امت کے افراد اس نبی کے اُسوہ حسنہ کو دیکھ کر زندگی گزار سکیں۔

اِمامُ الانبیاءؑ اُمت کیلئے اُسوۂ حسنہ

سامعین گرامی قدر! اب آپ اپنے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ فرمائیے، احادیث وسیرت کی کتابوں میں آپؐ کی سیرتِ طیبہ کا ایک ایک لحظہ محفوظ ہے . . . . اُمت کا ہر آدمی جو کام بھی کرنا چاہے آنحضرتؐ کی ذاتِ گرامی میں اس کے لئے نمونہ موجود ہے . . . . شادی ہو یا غمی، صحت ہو یا بیماری، سفر ہو یا حضر، جنگ ہو یا صلح، سُسر ہو یا داماد، وَالِدَین ہو یا اولاد، سربراہِ مملکت ہو یا مزدور، مسجد ہو یا بازار، عبادت ہو یا تجارت، نماز ہو، روزہ ہو، اذان ہو، تکبیر ہو، جنازہ ہو، حج ہو، قربانی ہو عُمرہ ہو . . . . غرضیکہ زندگی کے نشیب و فراز میں اور زندگی کے ہر ہر موڑ پر آنحضرتؐ کی ذاتِ اقدس ایک مسلمان کے لئے کامل نمونہ

ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حتیٰ کہ اس شفیق و مہربان پیغمبرؐ نے قضائے حاجت کرنے اور تھوکنے تک کے طریقے اور آداب امت کو سکھا دیئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فرمایا کعبہ کی طرف منہ کر کے نہ تھوکنا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کعبہ کی طرف منہ کر کے اور پیٹھ کر کے قضائے حاجت نہ کرنا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ راستے میں بیٹھ کر پیشاب نہ کرنا ، جس طرف سے ہوا آرہی ہو اس طرف منہ کر کے پیشاب نہ کرنا ۔

جس شفیق پیغمبرؐ نے تھوکنے تک کے ، بال کٹوانے اور ناخن ترشوانے تک کے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہاں جس مشفق پیغمبرؐ نے پیشاب کرنے تک کے آداب اور طریقے امت کو سکھائے ، کیا اس پیغمبرؐ نے دین و دنیا کے دوسرے معاملات میں راہنمائی نہ کی ہوگی ؟ کیا اس پیغمبرؐ نے عبادت و تجارت ، شادی و غمی ، اذان و تکبیر ، نماز و روزہ کے آداب اور مسائل نہیں سکھائے ہونگے ؟ لازماً سکھائے ہونگے ، اور زندگی گزارنے کے طور طریقے ، عبادت و تجارت کے آداب ضرور بتائے ہونگے ۔

جو کام آنحضرتؐ، خلفاء راشدین اور صحابہؓ سے ثابت نہیں وہ بدعت ہوگا،

اگر یہ بات صحیح ہے ۔ اگر ہمارے رسُول ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ رسُول کامل ہیں ، کہ ان پر دین کی تکمیل ہوئی ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر ہمارے پیغمبرؐ کی زندگی اور سیرت کا ایک ایک لحظہ محفوظ اور قابلِ عمل ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر ان کی اتباع اور پیروی کا نام ہی دین ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر سنتِ رسُول سے اعراض بے دینی ہے ۔ تو پھر یہ حقیقت تسلیم کرنی ہوگی کہ زندگی گزارنے کا ہر ہر گوشہ اور ہر ہر شعبہ اسوۂ رسول ا سنتِ پیغمبرؐ کے مطابق ہوگا ، تو وہی دین ہوگا ۔

اور اگر کوئی شخص عبادت ونیکی اور ثواب کا کوئی ایسا کام کرے گا جس کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں نہیں تھا . . . . اور خلفاء راشدین کا سنہری دور بھی اس کام سے خالی نظر آتا ہے . . . . اور اصحاب رسول بھی وہ کام نہیں کرتے تھے، آج کوئی شخص اس کام کو نیکی اور دین سمجھتا ہے تو وہ سراسر فریب اور دھوکہ اور غلط فہمی میں مبتلا ہے وہ کام ثواب اور دین نہیں ہوگا بلکہ بدعت ہوگا۔

حضرت حذیفہ بن یمان فرماتے ہیں

كُلُّ عِبَادَةٍ لَمْ يَتَعَبَّدْهَا أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَعَبَّدُوْهَا فَإِنَّ الْأَوَّلَ لَمْ يَدَعْ لِلْآخِرِ مَقَالًا فَاتَّقُوا اللهَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ وَخُذُوْا طَرِيْقَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ۔ (الاعتصام علامہ شاطبی ص ۲۱ ج ۲)

عبادت کا جو کام اصحاب رسول نے نہیں کیا، وہ کام تم بھی نہ کرو کیونکہ پہلے لوگوں نے پچھلوں کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی، جس کو یہ پچھلے پورا کریں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اے مسلمانو! اور پہلے لوگوں کے طریقے اختیار کرو۔

بدعتی دین کو ناقص اور امام الانبیاءؐ کو (معاذ اللہ) خائن تصور کرتا ہے

آج اگر کوئی شخص ایسا کام کرتا ہے جو کام آنحضورؐ اور صحابہ کرامؓ کے مبارک دور میں نہیں تھا، اور پھر وہ شخص اس کام کو نیکی اور دین اور ثواب سمجھتا ہے وہ عملی طور پر اس بات کا دعویدار ہے کہ (معاذ اللہ) اللہ کا بھیجا ہوا دین ناقص ہے جس میں نیکی اور ثواب کا یہ کام بیان نہیں ہوا۔ جو آج میں نے سمجھا ہے۔

○ اس کے علاوہ وہ شخص اس بات کا بھی مدعی ہے کہ نیکی کی جس بات کا اور ثواب کے جس کام آج مجھے علم ہوا ہے۔ (معاذاللہ) آنحضرت اور اصحاب رسول کی قدوسی جماعت کو بھی نیکی کے اس کام کا علم نہیں تھا۔ . . . .
. . . یا ان کو علم تو تھا، مگر امت کو بتانے میں بخل کر گئے۔ اور اللہ کے پیغام پہنچانے میں کوتاہی بھی کی اور خیانت بھی اور اس طرح کا گمان آنحضرت ؐ کے بارے رکھنا واضح کفر ہے۔

حضرت امام مالک رح نے اسی طرح فرمایا ہے

مَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً يَرَاهَا حَسَنَةً فَقَدْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَانَ الرِّسَالَةَ لِاَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ"، فَمَا لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ دِيْنًا لَا يَكُوْنُ الْيَوْمَ دِيْنًا۔ (الاعتصام علامہ شاطبی ص۴۸ ج۱)

جو شخص بدعت کا کام کرتا ہے، اور اسے نیکی سمجھتا ہے وہ گمان کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ رسالت میں خیانت کی ہے پس جو کام اس زمانے میں دین نہیں تھا، وہ کام آج بھی دین نہیں ہو گا۔
اللہ تعالٰی کا فرمان ہے میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا ہے۔

سامعین گرامی قدر! میری اس گفتگو کا نتیجہ اور خلاصہ یہ ہے کہ عبادت و نیکی اور دین کا ہر کام کرتے ہوئے پرکھنا ہو گا۔ . . . . اور دیکھنا ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب پیغمبر کا اس بارے کیا عمل تھا۔ اگر اس کا ثبوت آنحضرت ؐ اور صحابہ کرام رض کے دور سے مل جائے تو وہ کام سنت ہو گا . . . . . . ثواب ہو گا، نیکی ہو گا، دین ہو گا، خدا کی رضامندی کا موجب اور آنحضرت ؐ کی خوشنودی کا سبب ہو گا، . . . . اگر اس کام کا

ثبوت ،اور نام و نشان آنحضرتؐ کی سیرت و سنت میں بھی نہ ملا ۔ اصحاب رسولؐ کے ا[illegible]ں سے بھی نہ ہو ، تو پھر وہ کام بظاہر کتنا ہی خوشنما کیوں نہ ہو . . . . بظاہر نیکی معلوم ہو وہ سنت اور دین نہیں ہو گا بلکہ بدعت ، ضلالت اور گمراہی ہو گا ، وہ کام غضب خداوندی کا موجب ہو گا ، رسولِ انورؐ کی ناراضی کا سبب ہو گا ۔

بِدعَت ہمیشہ نیکی کے پردے میں ؛ جس طرح زہر پر سُنہری کیپسول چڑھا دیا جائے

جب بھی بدعت کی تردید کی جائے ، جب بھی امورِ بدعات سے منع کیا جائے جب بھی بدعات کے خلاف آواز اٹھائی جائے ، اور لوگوں کو سمجھایا جائے ۔ تو اہلِ بدعت سادہ لوح عوام کو ورغلانے کے لئے بھڑکا دیتے ہیں ۔کہ دیکھو جی ! یہ وہابی ہمیں نیکی سے روکتے ہیں . . . . لوجی ! یہ درود نہیں پڑھنے دیتے . . . . یہ سلام نہیں پڑھنے دیتے ، . . . . . . یہ وہابی ہمیں کلمۂ طیّبہ کا ورد نہیں کرنے دیتے . . . . دیکھو جی ہم کوئی بُرا کام کر رہے ہیں . . . . ہم کسی کو گالیاں دے رہے ہیں ہم نیکی کا کام ہی تو کر رہے ہیں . . . . جب یہ مسئلہ بیان کیا جائے کہ اذان سے اول آخر بلند آواز سے صلوٰۃ و سلام پڑھنا بدعت ہے ، اس لئے کہ قرونِ اولیٰ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے . . . . بلالؓ جو عاشق صادق تھا اُس نے تقریباً دس سال آنحضرتؐ کے سامنے اذان دی . . . . مگر اس اذان میں اول آخر بلند آواز سے یہ صلوٰۃ و سلام نہیں ملے گا . . . پھر سیدنا ابو بکرؓ کا سُنہری دَور دیکھئے . . . . سیدنا فاروقِ اعظمؓ

کا مبارک زمانہ دیکھیے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سیدنا عثمانؓ کی خلافت کا دور دیکھیے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سیدنا علیؓ کا دورِ حکومت دیکھیے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حسنین کریمینؓ کا زمانہ دیکھیے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سیدنا معاویہؓ کا دور دیکھیے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ باقی اصحابِ رسول ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عشرہ مبشرہ ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اصحاب بدر ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تابعین اور تبع تابعین ہیں، ائمہ مجتہدین ہیں ، محدثین و مفسرین ہیں، امام بخاریؒ ہیں ، امام مسلمؒ ہیں ، امام ابوحنیفہؒ ہیں ، امام مالکؒ ہیں ، امام شافعیؒ ہیں ، امام احمد بن حنبلؒ ہیں ، امام محمدؒ ، ابو یوسفؒ اور امام زفرؒ ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پھر اولیاء اللہ ہیں ، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہیں ، بایزید بسطامیؒ ہیں ، علی ہجویریؒ ہیں ، بہاؤ الحق ملتانیؒ ہیں ، سلطان باہوؒ ہیں ، معین الدین چشتیؒ ہیں ، مگر ان میں سے کسی کے دور میں بھی آپ کو نہیں ملیگا کہ اذان سے اول آخر بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

لوگو ! اتنا تو سوچو کہ اگر یہ کام ثواب اور نیکی ہوتا تو بلالؓ اسے کبھی نہ چھوڑتا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر یہ صلوٰۃ وسلام اذان سے اول و آخر دین ہوتا تو صحابہ اس پر ضرور عمل کرتے ، تابعین اسے کبھی نہ چھوڑتے ، آئمہ اربعہ اس پر ضرور عامل ہوتے ، ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس لئے یہ کام اب دین اور ثواب نہیں بلکہ بدعت ہوگا ،

جب کوئی توحیدی اور اشاعت توحید و سنت کا کوئی مبلغ اس نکتے پر گفتگو کرتا ہے ، اور بدعات سے روکتا ہے اور اہلِ بدعت اس مبلغ کے فولادی دلائل کا جواب جب نہیں دے سکتے تو پھر اپنی بدعات کو ثابت کرنے کے لئے ان کے پاس ایک ہی ہتھیار ہوتا ہے ۔ کہ ہم درود ہی تو پڑھ رہے ہیں ۔ اور درود پڑھنے کا اللہ نے خود حکم دیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دیکھو جی ! یہ وہابی ہمیں درود سے روکتے ہیں ، یہ وہابی درود کے ہیں ہی منکر !

میں کہتا ہوں درود شریف کا پڑھنا کارِ ثواب ہے۔ ایک مرتبہ درود پڑھا جائے تو دس نیکیاں ملتی ہیں، دس گناہ معاف ہوتے ہیں، اور جنت میں دس درجے بلند ہوتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ درود شریف پڑھنا نیکی ہے مگر جس جگہ اور جس مقام پر آنحضرتؐ نے درود نہیں پڑھا، اور نہ پڑھنے کا حکم دیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور جس مقام پر اصحاب رسول نے درود نہیں پڑھا اور نہ پڑھنے کا حکم دیا اس جگہ اور اس مقام پر درود پڑھنا ثواب اور نیکی نہیں، بلکہ بدعت ہوگا،

○ مثال کے طور پر ایک شخص مرغی ذبح کرتا ہے، اور بسم اللہ اللہ اکبر کی جگہ درود شریف پڑھ کر چھری چلاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بتایئے وہ مرغی حلال ہوگی یا حرام؟ یقیناً آپ کا جواب ہوگا، کہ مرغی حرام ہو جائے گی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر میں کہوں کہ اس شخص نے درود شریف پڑھ کر مرغی ذبح کی ہے پھر مرغی حرام کیوں ہے؟ تم سب لوگ درود کے منکر ہو، گستاخ ہو،

آپ جواب میں کہیں گے کہ جناب! ہم درود کے منکر نہیں ہیں، مگر جس مقام پر اور جس جگہ پر اس شخص نے درود پڑھا ہے وہ مقام درود پڑھنے کا نہیں تھا۔ آنحضورؐ اور حضرات صحابہ کرامؓ نے اس مقام پر درود نہیں پڑھا۔

○ اسی طرح ایک شخص چار رکعت نماز کی نیت باندھتا ہے۔ دو رکعت کے بعد التحیات تشہد تک پڑھنے کے بعد اس نے تیسری رکعت کیلئے اٹھنا ہے مگر وہ شخص کہتا ہے کہ میرا دل نہیں کرتا کہ آنحضرتؐ پر درود پڑھے بغیر میں اٹھوں۔ اس لئے میں تو درود پڑھ کر اٹھوں گا۔

آپ بتائیں جس نے جان بوجھ کر یہاں درود پڑھ لیا، اس شخص کی نماز ہوئی یا نہیں؟ یقیناً آپ کا جواب ہوگا کہ نماز مکمل نہیں ہوئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اگر

اس مقام پر اس نے بھول کر درود پڑھ لیا تو سجدہ سہو لازم آئے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیوں ؟

اس لئے کہ جس مقام پر اس شخص نے درود پڑھا ہے، اس مقام پر شریعت نے درود پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور درود پڑھنا وہاں ثواب اور نیکی ہوگا جہاں شریعت نے حکم دیا ہے۔

اس لئے یاد رکھئے ! بدعت ہمیشہ نیکی کا روپ دھار کر آتی ہے، بدعت ہمیشہ دین کے رنگ میں آتی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بدعت بدترین اور گھناؤنا گناہ ہے مگر اس پر کیپسول سنہری چڑھا دیا جاتا ہے۔ اسی لئے بدعتی اس کام کو نیکی، ثواب، قربِ خداوندی کا ذریعہ اور آنحضورؐ کی خوشنودی کا سبب سمجھتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جب تک بدعت نیکی کا رنگ نہ اپنائے تو اس وقت تک لوگ اس میں ملوّث کس طرح ہوں۔

بدعتی کو توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی

اسی لئے ہر گنہگار کو توبہ کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے مگر بدعتی کو توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس لئے کہ ہر گنہگار گناہ کرتا ہے گناہ سمجھ کر، زانی زنا کرتا ہے تو زنا کو گناہ سمجھتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چور چوری کرتا ہے گناہ سمجھ کر، قاتل قتل کرتا ہے تو قتل کو گناہ سمجھتا ہے، ڈاکو ڈاکہ مارتا ہے گناہ سمجھ کر، ۔ ۔ ۔ ۔ جھوٹا شخص جھوٹ بولتا ہے، کوئی غیبت کرتا ہے، کوئی چغل خوری کرتا ہے، تو اسے گناہ سمجھتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ غرضیکہ ہر گناہ جو انسان کرتا ہے وہ اسے گناہ سمجھتا ہے۔ اس لئے زندگی کے کسی موڑ پر اُسے توبہ کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ مگر بدعتی شخص بدعت کا عظیم اور گھناؤنا گناہ کرتا ہے، مگر اسے دین اور نیکی

سمجھتا ہے تواب، وہ نیکی سے توبہ کس طرح کرے، توبہ تو گناہوں سے ہوتی ہے
امام الانبیاء سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسی حقیقت کو بیان فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ كُلِّ صَاحِبِ بِدْعَةٍ (طبرانی)

بے شک اللہ تعالیٰ ہر بدعتی پر توبہ کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔

دین وہ ہے جس پر آنحضرت کی مُہر ہو

سامعین گرامی قدر! میرے عرض کرنے کا مقصد اور میری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر نیکی کا کام نیکی نہیں ہوگا۔ . . . . اور وہ کام بھی دین اور نیکی نہیں ہوگا جسے ہم نے از خود نیکی اور ثواب سمجھ لیا ہے، بلکہ نیکی وہ ہے جس پر آنحضرت کی مُہر لگی ہو۔ جو اصحاب رسول سے ثابت ہو،

انسان کا ہر عمل اور ہر عبادت چاہے کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو، بظاہر وہ عمل کتنا ہی خوشنما کیوں نہ ہو، وہ کام اور وہ عمل اس وقت تک عبادت اور نیکی نہیں ہوگا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسول سے ثابت نہیں ہوگا۔

تین (۳) صحابہؓ کا ایک نصیحت آموز واقعہ

تین صحابہؓ کا وہ مشہور واقعہ آپ کے ذہن میں ہوگا جو ازواجِ مطہراتؓ کے ہاں آئے تھے، اور پوچھا تھا!

کہ آنحضرتؐ رات کس طرح بسر کرتے تھے؟ کس طرح اور کتنی دیر عبادت کرتے تھے؟ روزے کس طرح رکھتے تھے؟ جب ازواج مطہراتؓ نے انہیں بتایا کہ آنحضرتؐ رات کے وقت سوتے بھی تھے، اور عبادت بھی کیا کرتے تھے، روزے بھی رکھتے تھے، مگر کئی کئی دن روزے ترک بھی کر دیتے تھے،

ان پوچھنے والے صحابہ نے آپس میں طے کیا کہ آنحضرتؐ اور ہماری آپس میں کیا نسبت ہے، وہ تو امام الانبیاء ہیں، محبوبِ خدا ہیں، لہٰذا ہمیں عبادت و ریاضت زیادہ کرنی چاہیئے، ایک نے کہا! مَیں قسم اٹھاتا ہوں کہ ساری زندگی رات کو سویا نہیں کروں گا، بلکہ پوری رات عبادت میں گزار دوں گا۔ . . . . دوسرے نے کہا! مَیں ساری زندگی شادی نہیں کروں گا تاکہ بال بچوں کا جھنجھٹ نہ ہو، اور میں یکسوئی سے اللہ کی عبادت کرتا رہوں . . . . تیسرے نے کہا مَیں ہمیشہ روزے رکھوں گا، درمیان میں کبھی افطار نہیں کروں گا،

حضراتِ گرامی! دیکھیے بظاہر ان تینوں کا ارادہ بھی نیک ہے۔ اور قسم بھی نیکی کے کام کے لئے اٹھا رہے ہیں. . . . . مگر جانتے ہیں آپ! کہ رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان حضرات کے بارے معلوم ہوا تو آپ ناراض ہوئے اور فرمایا!

کیا تم مجھ سے بڑھ کر متقی اور پرہیزگار بنتے ہو . . . . کیا تم مجھ سے زیادہ خوفِ خدا رکھتے ہو! مجھے دیکھو مَیں رات کو سوتا بھی ہوں، اور جاگ کر عبادت بھی کرتا ہوں . . . . مَیں روزے بھی رکھتا ہوں اور درمیان میں افطار بھی کرتا ہوں . . . . مَیں نے شادیاں بھی کیں ہیں۔ اس لئے تم اپنی اپنی قسمیں توڑ کر ان کا کفارہ ادا کرو . . . . اس واقعہ سے معلوم ہوا نیکی کا ہر کام جو انسان خود تجویز کرتا ہے وہ نیکی نہیں بنتا، بلکہ وہی کام نیکی اور ثواب ہوگا جس پر نبی اکرمؐ کی مُہر تصدیق ثبت ہوگی۔

حضرت علیؓ نے کتنی خوبصورت بات کہی

بات کو سمجھنے کے لئے ایک اور واقعہ سنئے، خلیفۂ رابع، دامادِ نبی حضرت

سیدنا علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص نمازِ عید سے پہلے نفل پڑھ رہا ہے (اور یہ مسئلہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ نمازِ عید سے پہلے گھر میں اور عیدگاہ میں نفل نہیں پڑھے جاسکتے ہیں، ہاں عید کی نماز کے بعد عیدگاہ میں نوافل ادا کرنا جائز نہیں البتہ گھر میں پڑھے جاسکتے ہیں۔)

حضرت سیدنا علیؓ نے اس شخص کو نوافل پڑھنے سے روکا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
تو اس شخص نے کہا!

یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یُعَذِّبُ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ امیر المومنین آپ نماز پڑھنے سے روکتے ہیں! میں کوئی بُرائی کا کام کر رہا ہوں! میرا خیال ہے کہ اللہ رب العزت مجھے نماز پڑھنے پر سزا نہیں دے گا۔

(اس شخص کو وہی غلط فہمی تھی جو آج کل کے بدعتیوں کو ہے کہ میں نفل پڑھ رہا ہوں، نیکی کا کام کر رہا ہوں، آپ مجھے نیکی کے کام سے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نماز پڑھنے سے روکتے ہیں)

سیدنا علیؓ نے اس شخص کی یہ دلیل سُن کر کتنی خوبصورت اور گہری بات فرمائی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فرمایا

اِنِّیْ اَعْلَمُ لَا یُثِیْبُ عَلٰی فِعْلٍ حَتّٰی یَفْعَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْیَحِثُّ عَلَیْہِ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو کہتا ہے کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں، اور نماز پڑھنے پر اللہ مجھے سزا نہیں دے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
کان کھول کے سُن! اللہ تعالےٰ کسی ایسے کام پر کبھی ثواب نہیں دے گا۔ جس کام کو آنحضرتؐ نے نہ کیا ہو یا اس کے کرنے کی ترغیب نہ دی ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ اس لئے فَتَکُوْنُ صَلٰوتُکَ عَبَثًا وَالْعَبَثُ حَرَامٌ فَلَعَلَّہٗ

تَعَالیٰ یُعَذِّبُکَ بِہٖ لِمُخَالِفَتِکَ لِرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (نظم البیان ص ۳۶۱)

تیری نماز فضول فعل ہے، اور فضول فعل شریعت میں حرام ہے . . . . . .

. . . . . اللہ تعالٰی تجھے اس نماز پر سزا دے گا، اس لئے کہ تو نے رسول اللہ کی مخالفت کی ہے . . . . تو اس نماز کو نیکی اور ثواب سمجھ رہا ہے . . . . اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم نیکی کے ایک ایسے کام پر مطلع ہو گئے ہو جس کام پر آنحضور بھی مطلع نہیں ہوئے . . . . اللہ تعالیٰ تجھے اس بدعت کے کرنے پر سزا دے گا . . . . تم نے رسول اللہ کی مخالفت کی ہے (بدعتی آنحضرتؐ کا مخالف اور دشمن ہوتا ہے) ایسے کام کو نیکی اور ثواب سمجھ رہے ہو، جو آنحضرتؐ سے قولاً اور فعلاً ثابت نہیں ہے . . . . یاد رکھو! ہر نیکی کا کام دین نہیں ہے، بلکہ دین اور نیکی کا کام وہ کام ہے جس پر آنحضرتؐ اور اصحاب رسول کی مہر تصدیق ثبت ہو گی۔

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فرمان سے ملتا جلتا ایک فرمان اور قول حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ جب انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ عصر کی نماز کے بعد دو رکعت نمازِ نفل ادا کرتا ہے۔ آپ نے اُسے روکا کہ تیرا یہ عمل درست نہیں ہے . . . . . . اس شخص نے کہا . . . . اَیُعَذِّبُنِیَ اللّٰہُ عَلَی الصَّلٰوۃِ . . . .

. . . . کیا اللہ تعالٰی مجھے نماز پڑھنے پر سزا دے گا۔ (گویا کہ وہ شخص آج کے اہل بدعت کی طرح یہ کہنا چاہتا ہے کہ نماز پڑھنے میں حرج ہی کیا ہے! نفل پڑھنا کوئی گناہ تو نہیں! میں کوئی بُرائی کا عمل کر رہا ہوں کہ اللہ مجھے سزا دے گا . . . . آپ مجھے نیکی سے اور نوافل سے روکتے ہیں،

حضرت سعیدؒ نے اس شخص کے جواب میں فرمایا

لَا وَلٰكِنْ يُعَذِّبُكَ بِخِلَافِ السُّنَّةِ (دارمی ص۶۲)

لا یہ مَیں مانتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ تجھے نماز پڑھنے پر سزا نہیں دے گا۔

وَلٰكِنْ يُعَذِّبُكَ بِخِلَافِ السُّنَّةِ۔

لیکن اللہ تعالےٰ تجھے اپنے محبوب پیغمبرؐ کی سنت کی مخالفت کی وجہ سے ضرور عذاب دے گا۔

(کہ تو نے ایک ایسا کام کیا ہے، اور اُسے نیکی سمجھ رہا ہے جو کام آنحضرتؐ سے ثابت نہیں .... وہ کام اور وہ عمل ہرگز ہرگز نیکی نہیں ہو سکتا جو آنحضورؐ کی سنت سے ثابت نہ ہو)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان اور تقویٰ

سامعین گرامی قدر! مَیں قرون اولیٰ، خصوصًا اصحاب رسول کے واقعات پیش کر کے یہ ثابت کر رہا ہوں کہ بدعت ہمیشہ نیکی کا روپ دھار کر آتی ہے .... اس لئے ہر کام اور ہر عمل جو بظاہر نیکی اور ثواب معلوم ہو رہا ہو، یہ ضروری نہیں کہ وہ دین بھی ہو۔ بلکہ وہ کام اور وہ عمل نیکی، ثواب اور دین ہو گا جس پر آنحضرتؐ کی مہر ہو گی۔ اور جو رحمتِ کائناتؐ کی سنت سے ثابت ہو گا! ورنہ وہ کام بدعت، ضلالت اور موجب عذاب خداوندی ہو گا!

آئیے مشہور صحابی رسول، امیر المومنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے لائق ترین فرزند ارجمند حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے چند ارشادات اور چند واقعات بھی سُن لیجئے۔ تاکہ مسئلہ ذرا اور نکھر جائے، اور بات واضح ہو جائے۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میرے استاد ابن عمرؓ زندگی کے آخری حصہ میں نابینا ہو گئے تھے۔ میں انہیں پکڑ کر مسجد میں لے جاتا تھا۔ ایک دفعہ ہم ایک مسجد میں داخل ہوئے اذان ہو چکی تھی کہ ایک شخص نے اذان کے بعد اَلصَّلوٰۃ اَلصَّلوٰۃ کے ساتھ تثویب شروع کر دی۔ یعنی وہ لوگوں کو نماز کی طرف دعوت دے رہا تھا۔ . . . . .
. . . لوگوں کو نماز کی طرف بلا رہا تھا۔ . . . . حضرت ابن عمرؓ نے سنا تو اس شخص سے فرمایا۔ . . . . ارے تم پاگل ہو! تیری اذان میں نماز کی جو دعوت تھی کیا وہ لوگوں کو بلانے کے لئے کافی نہیں تھی؟ حضرت مجاہد کہتے ہیں پھر ابن عمرؓ نے مجھ سے فرمایا! اُخْرُجْ بِنَا فَاِنَّ هٰذِهٖ بِدْعَةٌ (ابو داؤد ۷۹ ص)
مجھے اس مسجد سے لے چل اس لئے کہ یہ بدعت ہے۔ (اور جہاں بدعت کا ارتکاب ہوئیں وہاں نماز نہیں پڑھنا چاہتا)

ترمذی کی روایت میں ہے کہ فرمایا! اُخْرُجْ بِنَا مِنْ عِنْدِ هٰذَا الْمُبْتَدِعْ وَلَمْ يُصَلِّ فِيْهِ ۔ (ترمذی ص ۲۸ ج ۱)
مجھے اس بدعتی کے ہاں سے لے چل اور ابن عمرؓ نے اس مسجد میں نماز نہ پڑھی
سامعین کرام! دیکھا آپ نے جس شخص نے اذان کے بعد اَلصَّلوٰۃ اَلصَّلوٰۃ کے ساتھ لوگوں کو نماز کی طرف بلایا تھا، اس نے کسی کو گالی تو نہیں دی تھی! اس نے کسی کو برا بھلا نہیں کہا تھا! اس نے بظاہر کوئی برا کام نہیں کیا تھا! نماز جیسی افضل ترین عبادت کے لئے لوگوں کو بلایا تھا اور وہ اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ (کہ بھلائی کی دعوت دینے والا بھلائی کرنے والے کی طرح اجر و ثواب پاتا ہے) کا مصداق تھا . . . .
. . . . . دیکھنے میں اس کا یہ عمل نیکی اور ثواب کا لگ رہا ہے . . . مگر

حضرت ابن عمرؓ نے اس شخص کو بدعتی اور اس عمل کو بدعت فرمایا ! اور پھر اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے رُکے بھی نہیں !

(۲) یہی حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز مسجد نبوی میں آیا تو دیکھا کہ حضرت ابن عمرؓ حجرہ عائشہؓ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے . . . . . .

. . . وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ الضُّحٰى فِي الْمَسْجِدِ . . . . . .

. . . اور کچھ لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے . . . . . .

ہم نے ابن عمرؓ سے اِن لوگوں کی نماز کے بارے پوچھا ! (کہ چاشت کی نماز کے لئے مسجد میں اجتماعی ہیئت سے خاص اہتمام کے ساتھ جمع ہونا کیسا ہے)

ابن عمرؓ نے فرمایا ! بِدْعَةٌ . . . . یہ بدعت ہے .

(بخاری ص۲۳۸ ج۱، ومسلم ص۴۰۹)

حضرت ابن عمرؓ کے اس ارشاد اور فتویٰ کی تشریح کرتے ہوئے امام نووی نے فرمایا!

مَرَادُهٗ اَنَّ اِظْهَارَهَا فِي الْمَسْجِدِ وَالْاِجْتِمَاعَ لَهَا بِدْعَةٌ لَا اَنَّ اَصْلَ صَلٰوةِ الضُّحٰى بِدْعَةٌ . (نووی شرح مسلم ص۴۰۹)

ابن عمرؓ کی مراد یہ ہے کہ چاشت کی نماز کو مسجد میں ظاہر کر کے پڑھنا ، اور اس کے لئے اجتماع اور اہتمام کرنا یہ بدعت ہے . . . . ابن عمرؓ کا یہ مقصد نہیں تھا کہ چاشت کی نماز ہی بدعت ہے . .

(۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن عمرؓ کے پہلو میں چھینک ماری ، اور کہا !

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

حضرت ابن عمرؓ نے یہ جملہ سُنا تو فرمایا ! اَنَا اَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ! یہ مبارک کلمات تو میں بھی کہتا ہوں ، . . . . .

... یہ کلمات خوبصورت بھی ہیں دلپذیر بھی، آنکھوں کی ٹھنڈک بھی ہیں۔ اور دل کا سرور بھی۔ ...... لیکن لَیْسَ هٰکَذَا عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

جس موقع پر تم نے یہ کلمات ادا کئے اس موقع پر آنحضرتؐ نے یہ کلمات نہیں سکھائے .... بلکہ عَلَّمَنَا اَنْ نَّقُوْلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ (ترمذی ص۹۸ ج۲)

ہمیں یہ سکھایا ہے کہ ہر حال میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہیں۔

حضرات گرامی! اندازہ کیجئے "وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ" جیسا پاکیزہ اور پیارا جملہ، مگر چھینکنے کے بعد ابن عمرؓ نے یہ جملہ پسند نہیں فرمایا..... کیوں؟ صرف اس لئے کہ چھینک کے بعد صرف الحمد للہ کہنا، رسولِ اکرمؐ سے منقول ہے۔ اور اسی پر اکتفا کرنا دین کا تقاضا ہے......... اب چھینکنے کے بعد کوئی جملہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ سے زائد کہنا ثواب اور نیکی نہیں بنے گا۔ بلکہ بدعت اور گمراہی ہوگا۔

معلوم ہوا کہ ہر کام اور ہر عمل نیکی اور دین نہیں ہوگا، بلکہ وہ کام اور وہ عمل دین اور نیکی ہوگا جس پر آنحضورؐ کی مُہرِ تصدیق ثبت ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد اور فتویٰ

آیئے آپ کو ایک اور واقعہ سناتا ہوں۔ اور یہ واقعہ مشہور صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے۔ ان کو کسی نے اطلاع دی کہ فلاں مسجد کے نمازی نماز کے بعد تسبیح و تہلیل اور تکبیر بلند آواز سے پڑھتے ہیں......... اب دیکھئے کہ وہ لوگ سُبْحَانَ اللّٰہ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ پڑھتے تھے، اور آں

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد ان کلمات کے پڑھنے کا حکم بھی دیا ہے
. . . . یہ کلمات، ان کی تعداد، پڑھنے کا وقت سب شریعت
اور سنت رسول سے ثابت ہے۔ مگر ان لوگوں نے زیادتی صرف اتنی کی تھی، کہ
بجائے پست آواز کے بلند آواز سے پڑھنے لگے . . . .

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس مسجد میں پہنچے تو اتفاق سے وہ
لوگ کنکریوں پر یہ کلمات بلند آواز سے پڑھ رہے تھے۔ (جس طرح آج بعض مساجد
میں نماز کے بعد بلند آواز سے کلمۂ طیبہ کا ذکر ہوتا ہے)

ابن مسعودؓ نے پوچھا ! تم ان سنگریزوں پر کیا پڑھ رہے ہو۔! انہوں
نے کہا، خداوند قدوس کی تسبیح وتحمید اور تکبیر وتہلیل کر تے ہیں۔

ان کا یہ جواب سُن کر ! عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔
مَنْ عَرَفَنِيْ فَقَدْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِيْ فَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ
مَسْعُوْدٍ۔

تم میں سے جو مجھ کو جانتا ہے، سو وہ تو جانتا ہے۔ اور جو نہیں جانتا تو سُن لے
کہ میں عبداللہ بن مسعود ہوں۔

(محمد عربیؐ کا غلام ہوں ، جب تک نبی اکرمؐ کے ساتھ رہا، مسواک اور وضو کا
سامان اور مصلیٰ میرے پاس ہوتا تھا، میرے متعلق نبی اکرمؐ نے فرمایا تھا کہ ابن مسعودؓ
کی کمزور اور نحیف پنڈلیاں قیامت کے دن اُحد پہاڑ سے زیادہ وزنی ہونگی، میرے
متعلق آقائے نامدارؐ نے فرمایا تھا کہ مَا حَدَّثَكُمْ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْهُ
(ترمذی)، جو بات ابن مسعودؓ کہے اس کی تصدیق کیا کرو۔)

اپنا تعارف کروانے کے بعد فرمایا !
وَيْحَكُمْ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا أَسْرَعَ هَلَكَتَكُمْ هٰؤُلَاءِ صَحَابَة

بَيْنَكُمْ مُتَوَافِرُوْنَ وَهٰذَا ثِيَابُهُ لَمْ تَبْلَ وَاٰنِيَتُهُ لَمْ تُكْسَرْ. (مسند دارمی ص۲۸)

تعجب اور افسوس ہے تم پر اے امت محمدؐ! کتنی جلدی ہلاکت و بربادی کے کاموں میں پڑ گئے ہو، ابھی تک تمہارے درمیان اصحاب رسول کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔ اور ابھی تک رسول رحمتؐ کے کپڑے پرانے نہیں ہوئے اور ابھی تک آپ کے برتن نہیں ٹوٹے۔ پھر فتویٰ لگاتے ہوئے فرمایا۔

فَوَالَّذِیْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا معبود اور مشکل کشا کوئی نہیں .... لَقَدْ جِئْتُمْ بِبِدْعَةٍ ظَلْمَاءَ! تم نے ایک تاریک اور سیاہ بدعت ایجاد کی ہے۔ (مجالس الابرار ص۱۳۳) تَعْلَمُوْنَ اَنَّكُمْ لَاَهْدٰى مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِهٖ! تم نے یہ کام کر کے ثابت کیا ہے، کہ تم محمد عربیؐ اور ان کے صحابہ سے بڑھ کر ہدایت یافتہ ہو! پھر فرمایا! لَقَدْ جِئْتُمْ بِبِدْعَةٍ عُظْمٰى! تم نے ایک بہت بڑی بدعت ایجاد کی ہے .... وَلَقَدْ فَضَلْتُمْ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ عِلْمًا .... کیا تم علم میں آنحضرتؐ اور صحابہ کرامؓ سے بڑھ گئے ہو! (الاحکام الاحکام ص۵۲ ج۱)

سامعین گرامی! اندازہ لگایا آپ نے! سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے کتنے فضائل ہیں، یہ کلمات کتنے بابرکت ہیں! ان کلمات کو پڑھنے پر کتنا اجر اور ثواب ملتا ہے .... مگر جب اُن لوگوں نے ان کلمات کو پڑھنے کے لئے ایک مخصوص ہیئت اور مخصوص صورت، اور مخصوص شکل بنائی، اور بجائے پست آواز سے پڑھنے کے بلند آواز سے پڑھنا شروع کیا، تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رضی اللہ عنہ نے ان کے اس عمل اور فعل کو

گمراہی سمجھا ، تاریک بدعت اور بدعتِ عظمیٰ کا فتویٰ لگایا . . . . کیوں ؟
اس لئے کہ کلمات کتنے ہی بابرکت اور مبارک کیوں نہ ہوں ! فعل اور عمل کتنا
ہی خوشنما اور دیدہ زیب کیوں نہ ہو ! لیکن جب تک اس کا ثبوت آنحضرتؐ
اور اصحاب رسول کی قدوسی جماعت سے نہیں ہوگا ، وہ نیکی اور ثواب نہیں
ہوسکتا ، بلکہ بدعت ہوگا ، گمراہی ہوگی ، ضلالت ہوگا ، مخالفت رسولؐ پر
مبنی ہوگا ،

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ایک اور روایت

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک
جماعت کو دیکھا جو مسجد میں بلند آواز
سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور درود شریف بلند آواز سے پڑھتے تھے . . . .
. . . ابن مسعودؓ نے ان لوگوں پر فتویٰ لگایا ! مَآ اَرٰکُمْ اِلَّا مُبْتَدِعِیْنَ
. . . . میں تم کو بدعتی سمجھتا ہوں ! پھر آپ نے ان بدعتیوں کو
مسجد سے نکال دیا . . . . کہ تم کلمہ کا ذکر اور درود شریف بلند
آواز سے کیوں پڑھتے ہو ، جبکہ اس کا ثبوت آنحضرتؐ اور اصحاب رسول
سے نہیں ہے ۔

ہمارے ملک میں گنگا اُلٹی بہتی ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رضی اللہ عنہ
نے بلند آواز سے کلمے کا ذکر کرنیوالوں
کو . . . . اور بلند آواز سے درود پڑھنے والوں کو بدعتی کہہ کر
مسجد سے نکال دیا تھا ! اور آج جو شخص مسجد میں بلند آواز سے ذکر نہیں کرتا . .
. . . . اور بلند آواز سے درود نہیں پڑھتا ، اُسے گستاخ کہہ کر مسجد
سے نکال دیتے ہیں ۔

تمام واقعات کا خلاصہ

اصحاب رسول کے جتنے واقعات اور

جتنے فتوے میں نے بیان کئے ہیں۔ ان سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ جو شخص بھی دین کا اور نیکی کا کوئی کام کرنا چاہتا ہے اُسے دیکھنا اور پرکھنا ہو گا کہ آیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسول نے یہ کام کیا تھا ؟ یا اس کام کے کرنے کا حکم دیا تھا ؟ اگر آنحضرتؐ کی مبارک زندگی اور اصحاب رسول کی زندگیوں میں وہ کام ہوا، انہوں نے وہ کام کیا، یا کرنے کا حکم دیا تو پھر وہ کام دین بھی ہو گا، ثواب بھی ہو گا اور باعث رحمت بھی ہو گا۔

لیکن اگر وہ کام آنحضورؐ سے ثابت نہیں ! آپ نے اس کام کے کرنے حکم نہیں دیا ! اور اصحاب رسول کے زمانے میں بھی وہ کام نہیں ہوا۔ حالانکہ سبب موجود تھا اور وہ یہ کام کر سکتے تھے مگر انہوں نے نہیں کیا ! تو وہ کام بظاہر کتنا ہی خوبصورت اور خوشنما کیوں نہ ہو ! وہ کام بظاہر نیکی اور ثواب کا کام لگ رہا ہو، وہ نیکی اور ثواب نہیں ہو گا، بلکہ بدعت اور ضلالت ہو گا !! باعث ذلت اور موجب عذاب ہو گا !

مذمت بدعت احادیث کی روشنی میں

حضرات گرامی قدر ! اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کے بعد جس طرح اور جس قدر تردید اور مذمت بدعت اور اہل بدعت کی فرمائی ہے، شاید ہی کسی دوسرے گناہ کی اتنی تردید فرمائی ہو . . . . اور بدعت کی شدید ترین تردید اور مذمت کی ضرورت بھی تھی ! کیونکہ بدعت سے دین کا اصلی حلیہ اور نقشہ بدل جاتا ہے اور اصل و نقل اور حق و باطل میں کوئی تمیز باقی نہیں رہتی . . . .

اور پھر بدعت سے یہ احساس ابھرتا ہے کہ خداوند قدوس اور رسول اکرمؐ سے کچھ ایسی باتیں بیان کرنے سے رہ گئی ہیں جن کے کرنے سے بڑا اجر اور ثواب ملتا ہے

اور روحانیت میں ترقی ہوتی ہے! یہ احساس کتنا گمراہ کن ہے اس کا اندازہ آپ خود فرمالیں۔

حدیثِ اوّل! آنحضرت صلعم خود وضاحت کرتے ہیں!

سب سے پہلے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی مشہور حدیث سنئے! اس حدیث سے بدعت کے متعلق بہت سے اشکال اور بہت سارے ابہام دور ہو جائیں گے۔

ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ سرتاج کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ (بخاری ص۳۷۱ ج۱ و مسلم ص۷۷ ج۲)

جس کسی نے ہمارے اس معاملہ (یعنی دینِ اسلام) میں کوئی نئی بات نکالی وہ ناقابلِ قبول ہے۔

بعض روایات میں فِیْ اَمْرِنَا کی بجائے فِیْ دِیْنِنَا کا واضح لفظ موجود ہے! اور فِیْ اَمْرِنَا کی تشریح تقریباً تمام محدثین نے فِیْ دِیْنِ الْاِسْلَام کے الفاظ کے ساتھ کی ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے فتح الباری ص۲۳۱ ج۵، السراج المنیر ص۲۲ ج۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ہر نیا کام اور ہر نیا عمل بدعت نہیں (جیسے لاؤڈ سپیکر، بسیں کاریں ٹیلیفون ریڈیو وغیرہ) اس لئے کہ ان چیزوں سے دین میں تغیر واقع نہیں ہوتا، اور پھر ان نئی چیزوں کا وجود دین میں اضافہ نہیں ہے، اور کوئی شخص ان چیزوں کو دین بھی نہیں سمجھتا، اس لئے یہ چیزیں بدعت اور مردود نہیں ہونگی۔ بلکہ ہر وہ نیا کام بدعت اور مردود ہوگا جو دینِ اسلام کے اندر دین سمجھ کر کیا جائے۔

حدیث دوم! آنحضرتؐ کے ارشاد سے بدعت کی مزید وضاحت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد سماعت فرمائیے! اس ارشاد سے بدعت کے متعلق کئی مغالطے اور اہلِ بدعت کی طرف سے پیدا کردہ اشکال دُور ہو جائیں گے اور حقیقت نکھر جائے گی۔!

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں یہ الفاظ ارشاد فرماتے

اِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (مسلم ص۲۸۵ ج۱ و مشکوٰۃ ص۲۷)

بہترین کلام خداوند قدوس کی کتاب قرآن ہے، اور راستوں میں بہترین راستہ محمدؐ کا راستہ ہے۔ اور بدترین کام وہ ہیں جو نئے نئے گھڑے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

اس ارشاد نبوی پر غور فرمائیے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سیرت وسنت اور اپنے راستے کا بدعت سے تقابل کر کے یہ بات سمجھائی ہے کہ میری سنت میری سیرت اور میرے لائے ہوئے دین کے خلاف جو کچھ ایجاد ہو گا، وہ بدعت ہو گا اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور گمراہی باعثِ دخولِ نار ہے۔ . . . . اور یہ بھی ثابت ہوا کہ آنحضرتؐ کے بعد ہر نیا کام بدعت نہیں ہو گا بلکہ وہ نیا کام بدعت اور مردود ہو گا جو کتاب اللہ اور اسوۂ رسول کے خلاف ہو۔ اور دین میں زیادتی ہو۔

اس حدیث سے تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔

ہر بدعت گمراہی ہے ! اب بدعت کی تقسیم (بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ) صحیح نہیں ہوگی۔ . . . . بدعت جس کو ھدی محمدؐ کے مقابلے میں ذکر کیا گیا اس سے مراد بدعت شرعی ہے اور اس کی کوئی قسم بھی حسنہ نہیں ہے۔ بلکہ ہر بدعت جس کو دین سمجھا جائے وہ ضلالت ہی ضلالت ہے۔

حدیث سوم ! بدعتی کا کوئی عمل قبول نہیں !

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا !

لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَلَا صَلٰوةً وَلَا صَدَقَةً وَلَا حَجًّا وَلَا عُمْرَةً وَلَا جِهَادًا وَلَا صَرْفًا وَلَا عَدْلًا يَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ (ابن ماجہ ص۶)

اللہ تعالےٰ کسی بدعتی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے ! نہ نماز . . . . نہ اس کا صدقہ قبول کرتا ہے، اور نہ حج نہ عُمرہ، اور نہ اس کا جہاد قبول کرتا ہے نہ بدعتی کی کوئی فرضی عبادت قبول کرتا ہے، اور نہ اس کی کوئی نفلی عبادت قبول کرتا ہے۔ . . . . بلکہ بدعت کرنے والا اسلام سے اس طرح خارج ہو جاتا ہے جس طرح گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے۔

حضرات گرامی قدر ! آپ اکثر اعتراض کرتے ہیں ! کہ مولوی تنگ دل ہوتے ہیں ! مولوی کہتے ہیں ! کہ فلاں لوگوں کے اعمال قبول نہیں ہو سکتے ! آپ اکثر کہتے ہیں کہ مولوی ذرا ذرا سی بات پر مخالفین کو کافر اور اسلام سے خارج ہونے کا فتوےٰ جاری کر دیتے ہیں۔ . . . . آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر غور فرمایئے ! کہ بدعتی جو دین میں نئی نئی باتیں نکالتا ہے۔

(کبھی اذان سے اول وآخر صلوٰۃ وسلام ، کبھی قبروں پر عرس اور میلے ، کبھی بزرگوں کے ایام اور برسیاں منانا ، کبھی تیجے اور دسواں ، چہلم اور ختم ، کبھی میلاد کے جلوس ، قبروں کو پختہ بنانا ، ان پر قمقمے جلانا . . . .
ان پر چادریں اور پھول چڑھانا ، قبروں کو غسل دینا)

اُس بدعتی کا کوئی عمل اللہ کے ہاں مقبول ومنظور نہیں ہے ! اور بدعتی شخص اسلام کے دائرے سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے . . . . اب فرمایئے اور فیصلہ کیجئے! کہ بدعتی شخص پر یہ فتویٰ کس مولوی نے لگایا ہے . . . . بتایئے بدعتی پر یہ فتویٰ میں نے لگایا ہے . . . . کیا بدعتی پر یہ فتویٰ جمعیت اشاعت توحید وسنت کے مقررین اور خطباء نے لگایا ہے ؟ یا بدعتی پر یہ فتوے امام الانبیاء سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا ہے !

حدیث چہارم ! اہلِ بدعت کی تعظیم نہ کرو

امام الانبیاء رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا !

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْاِسْلَامِ (مشکوٰۃ ص ۳۱)

جس شخص نے کسی بدعتی کی تعظیم وتوقیر کی . تو اُس نے اسلام کو گرانے پر مدد اور امداد کی !

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعتی کی تعظیم وتوقیر سے بھی منع کیا بلکہ فرمایا ! کہ جس شخص نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کو گرانے میں تعاون کیا .
(وہ لوگ اس ارشاد نبوی پر غور فرمائیں . جو مصلحت پسندی کا شکار ہیں . اور بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے . . . . کیا کسی کو امام بنانا اس کی تعظیم کرنا نہیں ہے ؟ اور آنحضرت ﷺ نے بدعتی شخص کی تعظیم اور احترام

کرنے سے منع فرمایا ہے !

حدیث پنجم ! اہلِ بدعت جامِ کوثر سے محروم

ہر مسلمان یہ خواہش اور یہ تمنا رکھتا ہے کہ روزِ محشر رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے حوضِ کوثر سے ایک گھونٹ پانی نصیب ہو جائے . . . . مگر بدعتی اتنا بدقسمت اور بدبخت ہے کہ حوضِ کوثر سے محروم رہے گا۔ اور وہاں سے دھتکار دیا جائے گا !

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ! مَیں حوضِ کوثر پر تم سب سے پہلے پہنچوں گا . . . . جو میرا امتی حوضِ کوثر کی طرف آئے گا اور حوضِ کوثر سے جام پی لے گا لَمْ یَظْمَأْ اَبَدًا اُسے پھر کبھی پیاس محسوس نہیں ہوگی۔ پھر مَیں دیکھوں گا کہ کچھ لوگ حوضِ کوثر کی طرف آئیں گے۔ میرے اور ان کے درمیان پردہ حائل ہو جائے گا . . . . مَیں کہوں گا اُصَیْحَابِیْ ، اُصَیْحَابِیْ . . . . اِنَّھُمْ مِنِّیْ . . . . یہ تو میرے ہیں ! ان کی ظاہری شکل و صورت تو میرے صحابہ سے ملتی جلتی ہے . . . . یہ تو میرے امتی معلوم ہوتے ہیں ! ان کو آنے دو ! مَیں انہیں حوضِ کوثر سے جام پلاؤں ! فرشتے جواب میں کہیں گے ! اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ . (بخاری)

اے اللہ کے پاک پیغمبرؐ ! آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد آپ کے دین میں نئی نئی باتیں نکالی تھیں . . . . یارسول اللہ ! یہ بدعتی لوگ ہیں . . . . پھر نبی اکرمؐ نے فرمایا فرشتوں کا یہ جواب سُن کر مَیں کہوں گا !

سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لعنت اور پھٹکار ہو اس شخص کے لئے جس نے نئی باتیں گھڑ کر میرے مکمل شدہ دین کو بدل دیا۔

حدیث ششم ! بدعت کا نقصان سُنّت کا اُٹھ جانا

بدعتی حوض کوثر سے محروم، رب کی رحمت سے دُور، لعنتِ خداوندی کا مستحق ہوتا ہے۔ جہاں بدعت کی اور بہت سی خرابیاں اور نقصانات ہیں۔ ان میں سے ایک بہت بڑے نقصان اور بہت بڑی خرابی کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا دَفَعَ مِثْلَهَا مِنَ السُّنَّةِ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ اِحْدَاثِ بِدْعَةٍ (مسند احمد ص۱۰۵)

جو قوم بھی بدعت ایجاد کرے گی تو اس کے بدلے اسی مقدار میں سنت اس قوم سے اُٹھا لی جائیگی۔ اس لئے سنت کو مضبوط پکڑنا بدعت ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔

حضرات گرامی! ایک لمحہ کے لئے آپ اپنے ماحول کا جائزہ لیں۔ اور اپنے اردگرد دینت نئی ایجاد ہونے والی بدعات کو دیکھیں تو آپ کو روزِ روشن کی طرح اس حدیث کا مفہوم اور مطلب سمجھ آجائے گا، کہ جہاں بدعت رائج ہوتی ہے۔ وہاں سے اللہ رب العزت سنت جیسی پیاری شئی کو اُٹھا لیتا ہے۔ ۔ ۔ ۔

ذرا غور کیجئے! اذان سے اول و آخر جب صلوٰۃ وسلام کی بدعت ایجاد ہوئی اور ہمارے ملک میں رواج پذیر ہوئی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ صلوٰۃ وسلام کہ جس میں نہ آلِ محمدؐ کا ذکر ہو نہ اصحابِ محمدؐ کا تذکرہ ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جب بدعت ایجاد ہوئی تو اذان کے بعد دعا پڑھنے کی سنت اہل بدعت سے اٹھا لی گئی۔

اسی طرح سنت یہ تھی کہ اذان میں جب آنحضرتؐ کا نام نامی اسم گرامی آئے تو درود پڑھو، مگر بدعتی آپ کا نام سُن کر انگوٹھے چومنے میں مشغول ہو جاتا ہے۔۔ ۔۔۔۔ جب انگوٹھے چومنے والی بدعت رائج ہو تو درود پڑھنے والی سنت اٹھالی گئی۔۔

اسی طرح سنت یہ تھی کہ قبریں کچی رکھی جائیں، اور ایک بالشت سے اونچی قبر نہ ہو، مگر اہل بدعت نے قبروں کو پختہ اور چونا گچ بنانا شروع کیا جب بدعتی حضرات قبروں کو پختہ اور سنگ مرمر سے بناتے ہیں تو کچی قبروں والی سنت رخصت ہو گئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

نَهىٰ رَسُوْلُ اللهِ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبَرَ وَاَنْ يُّبْنىٰ عَلَيْهِ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ (مسلم ص۳۱۲ ج۱، مشکوٰۃ ص۱۴۸ ج۱)

رسول انورؐ نے منع فرمایا ہے قبر کو پختہ بنانے سے اور اس پر عمارت بنانے سے اور قبر پر بیٹھنے سے!

حضرت ابوالہیاج اسدیؒ جو فوجی افسر تھے، اور سیدنا علیؓ کے معتمد علیہ شاگرد تھے، ایک موقع پر ان کو حضرت علیؓ نے فرمایا

اَلَا اَبْعَثُكَ عَلىٰ مَا بَعَثَنِىْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهٗ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهٗ۔

کیا میں تجھ کو اس کام کے لئے نہ بھیجوں، جس کام کے لئے آنحضرتؐ نے مجھے بھیجا تھا، کہ ہر فوٹو اور مجسمے کو مٹا دوں، اور ہر اونچی قبر کو برابر کر دوں!

اسی طرح سنت یہ تھی کہ میت کو دفن کر چکنے کے بعد اور قبر پر مٹی ڈال دینے کے بعد اس کے سرہانے اور پاؤں کی جانب کھڑے ہو کر سورۂ بقرہ کا ابتدائی

رکوع اور آخری رکوع پڑھا جائے ۔ اور پھر میت کے لئے دعاءِ مغفرت کی جائے۔
. . . . مگر اہلِ بدعت نے قبر تیار ہونے کے بعد قبر پر اذان دینے
کی بدعت ایجاد کی اب جب سے یہ بدعت ایجاد ہوئی تو دعا والی سنت اور
سورۂ بقرہ کے پہلے اور آخری رکوع کے تلاوت کرنے والی سنت اُٹھ گئی رہے !

اسی طرح سنت طریقہ یہ تھا کہ قبرستان جاؤ اور وہاں جاکر عبرت حاصل
کرو اور میت کے لئے بخشش کی دعا کرو . . . . مگر بدعتی شخص بزرگان
دین کے لئے دعاءِ بخشش مانگنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا ! بدعتی ان کے لئے دعا نہیں
مانگتا بلکہ ان سے اپنے حق میں دعا کی درخواست کرتا ہے . . . . جب
سے یہ بدعت رائج ہوئی تو میت کے لئے دعا مانگنے والی سنت اٹھ گئی . . . .
. . . . حالانکہ نمازِ جنازہ میں ، چاہے وہ نمازِ جنازہ کسی ولی کا ہو ، یا
پیر کا ، چاہے کسی عالم کا یا زاہد کا ، چاہے کسی صالح کا ہو ، یا شہید کا ، چاہے کسی
امام کا ہو یا فقیر کا ، چاہے کسی تابعی کا ہو یا صحابی کا . . . . نمازِ جنازہ
کی نیت کرتے ہوئے کہا جاتا ہے ! چار تکبیر نمازِ جنازہ فرض کفایہ ! ثنا واسطے
اللہ تعالےٰ کے ! درود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور دعا
واسطے حاضر اس میت کے ! جنازہ میں بھی دعا میت سے نہیں کروائی جاتی ۔
بلکہ میت کے لئے دعا کی جاتی ہے ! مگر بدعتی اس سنت کے قریب بھی نہیں
جاتا ، وہ اولیاء اللہ کے مزاروں پر جاتا ہی اس لئے ہے کہ ان سے اپنے حق میں دُعا
کروائے !

سامعینِ گرامی قدر ! اگر کلمہ پڑھنے والے کو حقیقی معنیٰ میں امام الانبیاءٗ
صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہے ، اور اگر واقعی اس کا عشق صادق ہے تو پھر
اس پر لازم ہے کہ عبادات و معاملات میں ، شادی و غمی میں ، اذان و تکبیر

میں ، نمازِ عید اور نمازِ جنازہ میں ، کفن و دفن میں ، تجہیز و تکفین میں ، تعزیت و تہنیت میں ، تجارت و حرفت میں ، بادشاہی و غلامی میں ، غرضیکہ زندگی کے ہر ہر موڑ پہ دین کا کام کرتے ہوئے سنت نبوی ، اسوۂ رسول کی اتباع اور فرمانبرداریٔ پیغمبر کرنا ہوگی ! اصحابِ رسول کی قدوسی جماعت کے نقشِ قدم پہ چلنا ہوگا . . . . جو کچھ انہوں نے کیا وہی دین ہے ۔ اور جس کام اور جس عمل اور جس فعل کا ثبوت آنحضرت اور اصحاب رسول سے نہیں ہوگا ، بظاہر وہ کام کتنا ہی خوبصورت ، خوشنما اور نیکی کا معلوم ہوتا ہو ، وہ دین نہیں ہوگا وہ باعثِ اجر و ثواب نہیں ہوگا ، بلکہ بدعت ہوگا ، باعثِ عذاب اور موجبِ غضبِ خداوندی ہوگا ،

اللہ تعالےٰ ہم سب کو بدعات سے اجتناب کرنے اور سنت کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین !

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اصلاحِ عقائد کے لیے نادر کتب

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ

تفسیر جواہر القرآن ۔/۱۰۰۰

جواہر التوحید ۔/۱۵۰

اقامۃ البرہان ہدایۃ الحیران ۔/۹۰

البرہان فی جواہر القرآن ۔/۷۵

تفسیر بے نظیر از حضرۃ مولانا حسین علی الوانیؒ

مع حاشیہ بدرِ منیر از حضرۃ نیلوی ۔/۱۴۰

تصانیف حضرۃ مولانا سید محمد حسین نیلوی مدظلہٗ

تفسیر تبیین القرآن (قرآن مجید کا مربوط اور تشریحی ترجمہ)

(حصہ اول، سورۃ فاتحہ تا مائدہ) ۔/۸۰

القول الاتم فی حیوۃ عیسیٰ ابن مریمؑ ۔/۶۵

فیض المستغاث فی حکم الطلقات الثلاث ۔/۶۵

الکلمات الصادقۃ فی حکم الزنادقہ ۔/۱۲۰

فتح الرحمن فی قیامِ رمضان ۔/۴۰

النفائس فی الدعاء بعد الفرائض ۔/۳۵

کلمۂ طیبہ اور نماز کا تشریحی ترجمہ ۔/۲۰

تصانیف حضرۃ مولانا محمد امیر بندیالویؒ

الدر المنثورہ فی ربط الآیات و السورہ ۔/۱۰۰

التوحید ۔/۲۰

دعوۃ الحق

الاقوال المرضیہ فی احوالِ البرزخیہ

مع القبر الشرعی (علامہ نیلوی) ۔/۴۵

تصانیف حضرۃ علامہ محمد عطاء اللہ بندیالوی

خطباتِ بندیالوی جلد اول ۔/۲۰۰

خطباتِ بندیالوی جلد دوم ۔/۲۰۰

حیاتُ النبیؐ ۔/۱۵

شرک کیا ہے ؟ ۔/۲۰

تصانیف حضرۃ مولانا قاضی محمد یونس انور

تفسیر سورۃ اخلاص ۔/۲۰

تفسیر آیت الکرسی ۔/۵۰

تفسیر سورۃ فاتحہ ۔/۸۰

نمازِ مصطفیٰ ۔/۳۶

خطبۂ جمعہ ۔/۱۵

مسائلِ زکوٰۃ ۔/۱۲

تصانیف حضرۃ مولانا عبد المجید شاکر چغتائی

سیرتِ سید المرسلینؐ ۔/۱۵۰

توحید الٰہ العالمین ۔/۲۰

اخیارِ اُمت سیرتِ اصحابِ سید المرسلینؐ ۔/۵۰

تصانیف حضرۃ مولانا عبد الغنی جاجرویؒ

خطباتِ جاجروی جلد ۱-۲ ۔/۲۰۰

مقدمہ کتاب التوحید ۔/۲۰۰

کتاب التوحید ۔/۱۵۰

تفسیر فلاحین اغراضِ جلالین جلد ۱ ۔/۲۵۰

تفسیر فلاحین اغراضِ جلالین جلد ۲ ۔/۳۰۰

فتح الودود فی حلِ قال ابوداؤد ۔/۱۲۰

تصانیف مولانا حکیم حافظ عبد الخالق خوشانی

شرک کیا ہے اور بدعت کیا ہے؟ ۳۶